بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیان نمبر (۱)

خطباتِ جمعہ

موضوع: حیات وخدمات امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

مرتب: مرتب: بلال احمد نظامی (رتلام، ایم. پی)

مجلس ادارت

پیش کش: روشن مستقبل دھلی

Facebook: maqalat (page)

Whatsapp **+91 9039778692**

الحمد للہ وکَفٰی والصلوۃ والسلام عَلٰی عِبَادِہٖ الذینَ اصْطَفٰی خصوصًا علی سَیِدِ الوَرٰی نَبِیّنَا محمدنِ المُجْتَبٰی وَعلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحابِہٖ ذَوِي الدَّرّجَاتِ الْعُلٰی.

امابعد!

فاعوذُبِاللہِ مِنَ الشَّیّطَانِ الرَّجِیْمِ.

بِسْمِ اللہِ الرّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۝صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ۔

صدق اللہ العلی العظیم۔ وصدق رسولہ النبی الامین الکریم. ونحن علی ذٰلک لمن الشاھدین والشاکرین۔والحمدللہ رب العالمین۔

برادرانِ اسلام! *کچھ عرض ومعروض سے قبل ہم سب مل کر ہمارے اور آپ کے اور ساری کائنات کے مرکز عقیدت و محبت، ہم غریبوں کے غم گسار،بے سہاروں کے سہارا،دونوں عالم کے تاجدار، اللہ کے محبوب ،دانائے غیوب ،رحمت اللعالمین، شفیع المذنبین، حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ کے دربارِ گہر بار میں بلند آواز سے درودو سلام کا نذرانہ پیش کریں---*

صلی اللہ علی النبی الامی واٰلہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم صلاۃً وسلامًا علیک یا رسول اللہ---

خلاق دوعالم کا ایسا شہ کار امامِ صادق ہیں

سرکارِ رسالت کا زندہ کردار امام صادق ہیں

قدرت نے عطا کی ہے ان کو پروازِ نظر کی وہ طاقت

مذہب کی ہر اک خدمت کے لیے تیار امام صادق ہیں

برادرانِ اسلام *!اس وقت رجب المرجب شریف کا مہینہ اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کے ساتھ ہمارے سروں پر سایہ فگن ہے. یہ مہینہ چار خصوصی عظمت وحرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:*

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ ۙ۬ فَلَا تَظْلِمُوْا فِیْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَ قَاتِلُوا الْمُشْرِكِیْنَ كَآفَّةً كَمَا یُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ؕ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ(۳۶)

ترجمہ: بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہے اللہ کی کتاب میں. جب سے اس نے آسمان اور زمین بنائے. ان میں سے چار حرمت والے ہیں. یہ سیدھا دین ہے تو ان مہینوں میں اپنی جان پر ظلم نہ کرو. (یعنی گناہ نہ کرو)

(سورۃ التوبۃ، آیت 36)

صحیح بخاری شریف کی حدیث ہے. اللہ کے رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:

السنة اثنا عشر شهرا منها أربعة حرم ثلاث متواليات ذو القعدة وذو الحجة والمحرم ورجب الذي بين جمادى وشعبان

سال کے بارہ مہینے ہیں. جن میں سے چار حرمت والے ہیں. تین لگاتار ہیں. ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرم۔ اور ایک رجب ہے جو جمادی الاخرہ اور شعبان کے بیچ میں ہے. (صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ التوبۃ)

یوں تو ہماری شریعت پورے سال ہمیشہ گناہوں سے دور رہنے کا حکم دیتی ہے, مگر یہ چار مہینے اتنے حرمت والے ہیں کہ آیتِ کریمہ میں خصوصی طور پر ان مہینوں میں گناہوں سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔

جب رجب کا مہینہ تشریف لاتا تو حضور رحمت عالم ﷺ اس طرح دعا فرمایا کرتے: اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِيْ رَجَبٍ وَشَعْبَانَ وبَلِّغْنَا رَمْضَانَ۔

اے اللہ! ہمارے لیے رجب اور شعبان میں برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان نصیب فرما (شعب الایمان للبیہقی)

برادرانِ اسلام! یہ مہینہ ہم عاشقانِ صحابہ واہلِ بیت و اولیاے کاملین کے لیے اس طور پر بھی عظمت وبزرگی والا ہے کہ اس مہینے کے ساتھ متعدد بزرگانِ دین کی یادیں وابستہ ہیں۔۔ مثلا: کاتب وحی صحابیِ رسول حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ، امام الاتقیا حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری علیہ الرحمہ اور دیگر محبوبانِ بارگاہِ الٰہی کے وصال شریف کا یہ مہینہ ہے۔

ہمارے اسلاف کا طریقۂ کار رہاہے کہ وہ اپنے بزرگوں کی بارگاہوں میں نذرونیاز کرتے اور ان کے تذکرے کی محفلیں سجاکر اُن بارگاہوں سے فیوض وبرکات حاصل کرتے۔

قرآن مقدس سے بھی ہمیں صالحین کو یاد کرنے کا مزاج ملتاہے۔ جیسا کہ اللہ رب العزت نے متعدد مقامات پر ارشاد فرمایاکہ:

وَاذۡكُرۡ فِي الۡكِتَابِ مَرۡيَمَ اور کتاب میں مریم کو یاد کرو۔ (پ ۱۶ سورہ مریم)

واذکر فی الکتاب موسی انه کان مخلصا وکان رسولا نبیا۔ (پ۱۶) اور کتاب میں موسی علیہ السلام کو یاد کرو بے شک وہ چنا اور اور غیب کی خبریں بتانے والا رسول تھا۔

اسی طرح حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت ادریس علیہم السلام کو یاد کرنے کا بیان قرآن میں موجود ہے۔ معلوم ہوا کہ صالحین کا ذکر کرنا، اُن کی یاد منانا، اللہ رب العزت جل جلالہ کی رضا وخوشنودی کا ذریعہ ہے۔ یہ مزاج ہمیں اور کوئی نہیں بلکہ خود کلام اللہ نے دیاہے۔

برادرانِ اسلام! بزرگوں کا ذکر اور ان کی یاد منانے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ ان کے حالاتِ زندگی سُن کر اور پڑھ کر ان کی جیسی زندگی گزارنے کا جذبہ بیدار ہو، اللہ رب العزت سے ان کی محبت اور اطاعت کا حال سُن کر ہمارے دلوں میں بھی ان کے جیسی محبت اور اطاعت کا جذبہ انگڑائی لے۔ ان کا عشق مصطفی ﷺ معلوم کرکے سنت مصطفی ﷺ پر ان کا عمل دیکھ کر اللہ کی عبادتوں پر ان کی استقامت دیکھ کر، ان کا تقوی، ان کی خشیت، ان کی پرہیز گاری کے حالات سُن کر ہمارے اندر بھی عمل کا جذبہ بیدار ہو۔ یہ حکمِ قرآن بھی ہے کہ انعام یافتہ لوگوں کے طریقۂ کار پر کاربند

رہو، فلاح و کامیابی ملے گی۔ جیسا کہ سورۂ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ، بندوں کو دعا سکھاتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ اے اللہ ہمیں سیدھے راستے پر چلا، ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے اپنا انعام نازل فرمایا ہے۔

انعام یافتہ حضرات کی نشاندہی کرتے ہوئے اللہ رب العزت جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے: وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا.

ترجمہ: اور جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے جو انبیاء صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں اور یہ کیا ہی عمدہ ساتھی ہیں۔ (سورۂ نساء آیت نمبر ۶۹)

برادرانِ اسلام! معلوم ہوا کہ انعام یافتہ جماعت میں صالحین بھی ہیں جن کا ہم آج ذکر کرنے جا رہے ہیں۔ اس نیت کے ساتھ کہ اللہ ہمیں ان صالحین کی مثل اپنی اور اپنے حبیب ﷺ کی اطاعت کی توفیق عطا فرما کر ان کے نقش قدم پر گامزن فرمائے۔ نیز میدانِ محشر اور جنت میں ان مقبولانِ بارگاہ الٰہی کی رفاقت سے مالا مال فرمائے۔

امام معرفت، یوسف جمال، صادق المقال، حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ ائمۂ اہل بیت میں سے ہیں. آپ کے نور حقیقت و تصرف سے سارا جہان روشن ہوا۔ آپ کا مبارک نام جعفر، کُنیَت ابو عبد اللہ، و ابو اسماعیل اور القاب صادق، صابر، فاضل، طاہر ہیں۔ (اقتباس الانوار)

سلسلۂ نسب

آپ رضی اللہ عنہ کے والد کا نام نامی اسم گرامی امام باقر رضی اللہ عنہ ہے۔ امام باقر رضی اللہ عنہ کے والد گرامی کا اسم گرامی حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ، سید الشہدا حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے لخت جگر ہیں۔ امام حسین رضی اللہ عنہ، حضرت سیدتنا خاتونِ جنت و حضرت مولیٰ علی مشکل

کشاحیدر کرار کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے نورِ نظر ہیں۔اس طرح حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا نسب والد کی طرف سے حضور اکرم ﷺ سے ملتا ہے.

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام اُم فروہ رضی اللہ عنہا ہے،جو حضرت قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہم کی صاحبزادی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت اُم فروہ رضی اللہ عنہا کی والدہ اسما بنت عبد الرحمان بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہم ہیں۔(شواہد النبوۃ)

ولادت

آپ کی ولادت 80 ھ ربیع الاول شریف کے مہینے میں مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاو تعظیما میں ہوئی. (سیر أعلام النبلاء)

آپ اپنے جد امجد امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے وصال کے وقت پندرہ یا بارہ سال کے تھے۔والد ماجد امام باقر رضی اللہ عنہ کے وصال کے وقت آپ کی عمر شریف چونتیس یا اکتیس سال تھی۔(اقتباس الانوار)

آپ کا علمی مقام

برادرانِ اسلام! حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ بلند پایہ عالمِ حدیث اور فقیہ تھے،امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”میں نے اہل بیت میں امام جعفر بن محمد سے بڑھ کر کسی کو فقیہ نہیں دیکھا۔“

حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے کہ ”میرے دنیا سے رحلت کرنے سے پہلے مجھ سے دریافت کرلو؛ کیوں کہ میرے بعد کوئی شخص میری طرح تمھیں نہیں بتا سکے گا۔

(سیر اعلام النبلاء، ج ۵، ص ۴۵٦ بہ حوالہ مجتہدینِ اسلام، دوم ص ۱۲۴)

سلوک کے راستوں پہ چل کر تمہیں نے دکھلایا اور تمہیں نے
لٹائے علم و ہنر کے گوہر امام جعفر امام جعفر (محمد شاہد علی مصباحی)

برادرانِ اسلام ! اندازہ کریں کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ کا علمی مقام کس قدر بلند تھا، امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لَوْلَا السَّنَتَانِ لَهَلَكَ النُّعمَان ۔ اگر امام جعفر رضی اللہ کی دو سال کی صحبت میسر نہ آتی تو ابو حنیفہ (رحمہ اللہ علیہ) ہلاک ہو جاتا۔ اسی طرح کا قول بایزید بسطامی علیہ الرحمہ سے بھی منقول ہے۔ اور کیوں نہ ہو کہ آپ رضی اللہ عنہ سینہ بہ سینہ علوم نبوت کے فیض یافتہ تھے۔

وہ شاہِ بسطام در پہ آئیں، امام اعظم بھی فیض پائیں
ہے ایسا بافیض آپ کا در امام جعفر امام جعفر (محمد شاہد علی مصباحی)

حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کا آپ کی بارگاہ سے اکتساب فیض

حضرت بایزید بِسطامی علیہ الرحمۃ ایک مدت تک حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہے ۔آپ علیہ الرحمۃ کو حضرت امامِ جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے اکتسابِ فیض میں اس قدر محویّت تھی کہ کبھی ایک لمحے کے لیے بھی دوسری طرف توجہ نہ کی۔ ایک دن حضرت امامِ جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔بایزید(علیہ الرحمۃ) ذرا طاق سے کتاب اُٹھالاؤ! آپ علیہ الرحمۃ نے عرض کی حضور طاق کہاں ہے؟ حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تمہیں یہاں رہتے ہوئے اتنا عرصہ گزر گیا۔ابھی تک طاق کا بھی معلوم نہیں۔آپ نے عرض کی، حضور! مجھے تو آپ کی زیارت اور صحبتِ با بَرَکت ہی سے فرصت نہیں، طاق کا خیال کیسے رکھوں۔حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ یہ سن کر بہت مسرور ہوئے اور فرمایا اگر تمہارا یہ حال ہے تو بسطام چلے جاؤ۔تمہارا کام پورا ہو چکا ہے۔(شانِ اَولیاء ، حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ، ص ۳)

کمالات وکرامات

برادرانِ اسلام ! حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے کثیر کرامتوں کا ظہور ہوا۔ شواہد النبوۃ میں لکھا ہے کہ علامہ ابن جوزی اپنی کتاب میں لیث بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ موسم حج میں ایک دفعہ میں مکہ معظمہ زادھا اللہ

شرفاو تعظیما میں حاضر تھا۔ عصر کی نماز پڑھ کر میں کوہِ ابو قبیس پر چڑھ گیا، وہاں میں نے ایک بزرگ کو دیکھا جو قبلہ رُو ہو کر بیٹھے تھے اور یہ پڑھ رہے تھے۔ یَا رَبّ، یا اللہُ، یا حیُّ، یا رَحِیمُ، یا اَرْحَمَ الرَّاحِمِینَ۔ سات مرتبہ یہ کلمات پڑھ کر انھوں نے حق تعالیٰ سے دعا کی اور کھانے کے لیے کوئی چیز اور پہننے کے لیے کپڑا طلب کیا۔ اسی وقت غیب سے ایک خوانچہ تازہ انگور کا اور دو چادریں ظاہر ہوئیں۔ حالاں کہ وہ انگور کا موسم نہیں تھا۔ میں نے ان کے پاس جا کر عرض کیا کی مجھے بھی اس میں شریک فرمادیں! آپ نے فرمایا کہ آؤ کھاؤ لیکن ذخیرہ نہ کرنا۔ میں نے ان کے قریب جا کر انگور کھائے حتیٰ کہ سیر ہو گیا، لیکن انگور بالکل کم نہ ہوئے، اس کے بعد انھوں نے فرمایا کہ ان چادروں میں سے جسے پسند کرو لے جاؤ۔ میں نے عرض کی کہ اس کی مجھے ضرورت نہیں ہے، چناں چہ انھوں نے ایک چادر کا تہ بند بنالیا اور دوسری چادر اوپر اوڑھ لی۔ اور پُرانی دو چادروں کو لے کر چلے آئے۔ میں آپ کے پیچھے ہولیا۔ راستے میں ایک آدمی ملا، آپ نے پرانی چادریں اس کے حوالے کر دی اور چلے گئے۔ میں نے اس آدمی سے دریافت کیا کہ یہ بزرگ کون ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ یہ امام جعفر صادق ابن امام محمد باقر ہیں۔ اس کے بعد میں نے جس قدر ان کو تلاش کیا نہ پایا۔

اژدہا کا محافظ ہونا

خلیفہ منصور نے ایک شب اپنے بیٹوں کو حکم دیا کہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میرے روبرو پیش کرو، تاکہ میں ان کو قتل کر دوں۔ وزیر نے منع کیا کہ دنیا کو خیر آباد کَہ کر جو شخص گوشہ نشیں ہو گیا ہو اس کو قتل کرنا قرین مصلحت نہیں۔ لیکن خلیفہ نے غضب ناک ہو کر کہا کہ میرے حکم کی تعمیل کرنا تم پر ضروری ہے۔ چناں چہ مجبوراً جب وزیر حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لینے چلا گیا۔ تو منصور نے غلاموں کو ہدایت کر دی کہ جب میں اپنے سر سے تاج اُتاروں تو تم فوراً امام جعفر صادق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو قتل کر دینا۔ لیکن جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو آپ کی عظمت و جلال نے خلیفہ کو اس قدر متاَثِر کیا کہ وہ بے قرار ہو کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استقبال کے لیے

کھڑا ہوگیا اور نہ صرف آپ کو صدر مقام پر بٹھایا بلکہ خود بھی مؤدّبانہ آپ کے سامنے بیٹھ کر آپ کی حاجات اور ضروریات کے متعلق دریافت کرنے لگا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میری سب سے اہم حاجت وضرورت یہ ہے کہ آئندہ پھر کبھی مجھے دربار میں طلب نہ کیا جائے تاکہ میری عبادا ت و ریاضات میں خلل واقع نہ ہو۔چناں چہ منصور نے وعدہ کرکے عزت واحترام کے ساتھ آپ کو رخصت کیا۔ لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دبدبے کا اس پر ایسا اثر ہوا کہ لرزہ براندام ہوکر مکمل تین شب وروز بے ہوش رہا۔بہرحال خلیفہ کی یہ حالت دیکھ کر وزیر اور غلام حیران ہوگئے اور جب خلیفہ سے اس کا حال دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ جس وقت امام جعفر صادق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)میرے پاس تشریف لائے تو ان کے ساتھ اتنا بڑا اژدھا تھا جو اپنے جبڑوں کے درمیان پورے چبوترے کو گھیرے میں لے سکتا تھا اور وہ اپنی زبان میں مجھ سے کہ رہا تھا "اگر تونے ذرا سی گستاخی کی تو تجھ کو چبوترے سمیت نگل جاؤں گا۔" چنانچہ اس کی دہشت مجھ پرطاری ہوگئی اور میں نے آپ سے معافی طلب کرلی۔

(تذکرۃ الاولیاء مترجم، ص ۸)

خدانے ایسا جلال بخشا، خلیفۂ وقت بھی ادب سے
کرے وظیفہ یہ سر جھکا کر امام جعفر امام جعفر (محمد شاہد علی مصباحی)

سبحان اللہ! برادرانِ اسلام! معلوم ہوا کہ اللہ والوں کی حفاظت خود اللہ فرماتا ہے۔اُن پر کسی کا زور نہیں چلتا۔اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اہل اللہ سے اکتسابِ فیض کریں،ان سے علم سیکھیں لیکن کبھی ان کو تکلیف دینے کی نہ سوچیں! اللہ والوں کو اذیت پہنچانا گویا اپنی ہلاکت کو دعوت دینا ہے.

آپ کے اخلاق کریمانہ اور سخاوت

کسی شخص کی دینار کی تھیلی گُم ہوگئی،تواس نے الزام لگاتے ہوئے کہا کہ میری تھیلی آپ ہی نے چُرائی ہے۔ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ اس میں کتنی رقم تھی؟اس نے کہا دو ہزار

دینار۔ چناں چہ گھر لے جا کر آپ نے دوہزار دینار اسے دے دیے۔ بعد میں جب اس کی کھوئی ہوئی تھیلی کسی دوسری جگہ سے مل گئی تو اس نے پورا واقعہ بیان کر کے معافی چاہتے ہوئے رقم واپس لینے کی درخواست کی، لیکن آپ نے فرمایا ہم کسی کو دے کر واپس نہیں لیتے۔ پھر جب لوگوں سے اس کو آپ کا اسم گرامی معلوم ہوا تو اس نے بے حد ندامت کا اظہار کیا۔ (تذکرۃ الاولیا، ص ۱۳)

برادرانِ اسلام! یہ ہوتے ہیں اللہ والوں کے اخلاق اور ان کی فیاضی۔ الزام لگانے والے سے آپ نے بغیر کچھ کہے اس کی گم کردہ رقم اپنے پاس سے ادا کر دی، اور بعد میں معاف بھی کر دیا اور رقم بھی نہیں لی۔ یہی تو وہ اخلاق اور پیار ہے جس سے اسلام پوری دنیا میں آب و تاب کے ساتھ پھیلا۔ افسوس جس قوم کے پیغمبر علیہ السلام نے دنیا میں سب سے بہترین اخلاق پیش کیے اسی نبی ﷺ کے ماننے والے آج اخلاق سے کورے نظر آتے ہیں۔ آج ضرورت ہے کہ ہم بھی اپنے نبی ﷺ اور اپنے بزرگوں جیسے اخلاق اپنا کر اہلِ دنیا کے سامنے اسلام کی صحیح تصویر پیش کریں۔

نجات نسبت پر مبنی نہیں

ایک مرتبہ حضرت سیدنا داؤد طائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی، "آپ چونکہ اہلِ بیت میں سے ہیں، اس لئے مجھے کوئی نصیحت فرمائیں"۔ لیکن وہ خاموش رہے۔ جب آپ نے دوبارہ عرض کی کہ "اہلِ بیت ہونے کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو فضیلت بخشی ہے، اس لحاظ سے نصیحت کرنا آپ کے لیے ضروری ہے۔" یہ سن کر امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، "مجھے تو خود یہ خوف لاحق ہے کہ کہیں قیامت کے دن میرے جدِ اعلیٰ میرا ہاتھ پکڑ کر یہ نہ پوچھ لیں کہ تو نے خود میری پیروی کیوں نہیں کی؟ کیونکہ نجات کا تعلق نسب سے نہیں اعمالِ صالحہ پر موقوف ہے۔" یہ

سن کر حضرت داؤد طائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت عبرت ہوئی کہ جب اہلِ بیت کے خوفِ خدا عزوجل کا یہ عالم ہے تو میں کس گنتی میں آتا ہوں؟" (تذکرۃ الاولیاء ص ۸)

برادرانِ اسلام ! اس عبرت انگیز واقعہ سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنے چاہیے جو اپنے نسب کی دُہائی دیتے ہوئے نہیں تھکتے۔ نسب پر نازاں ہو کر اعمال کو غارت کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ نسب پر گھمنڈ کرتے ہوئے دیگر حضرات کو حقیر اور کمتر سمجھتے ہیں۔ لمحے بھر کے لیے اپنا محاسبہ کرتے ہوئے، امام الاصفیاء، سید الاتقیا سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے ان کلمات پر غور کریں، وہ کہتے ہیں: "مجھے تو خود یہ خوف لاحق ہے کہ کہیں قیامت کے دن میرے جدِ اعلیٰ میرا ہاتھ پکڑ کر یہ نہ پوچھ لیں کہ تو نے خود میری پیروی کیوں نہیں کی؟ کیونکہ نجات کا تعلق نسب سے نہیں اعمالِ صالحہ پر موقوف ہے۔" ان کے اس ارشاد پر غور و فکر کرتے ہوئے اپنے رویے پر نظر ثانی کرنا چاہیے۔

اللہ ! اللہ ! برادرانِ اسلام ! نواسۂ رسول ﷺ کی عاجزی اور انکساری تو دیکھیے کہ عابد و زاہد ہوتے ہوئے بھی کس قدر عاجزی و انکساری کے پیکر بنے ہوئے ہیں۔ اللہ ہم روسیاہ، گناہ گاروں کو حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ کی بارگاہ سے عاجزی و انکساری کی بھیک عطا کر کے دولتِ اعمالِ صالحہ سے مالامال کرے۔ ن خوت و تکبر سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

آپ کی سادگی

ایک دفعہ آپ کو بیش بہا لباس میں دیکھ کر کسی نے اعتراض کیا کہ اتنا قیمتی لباس اہلِ بیت کے لیے مناسب نہیں، تو آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر جب اپنی آستین پر پھیرا تو اس کو آپ کا لباس ٹاٹ سے بھی زیادہ کھردرا محسوس ہوا۔ اس وقت آپ نے فرمایا" هٰذَا لِلْخَلْقِ وَ هٰذَا لِلْحَقِّ "یعنی مخلوق کی نگاہ میں تو یہ عمدہ لباس ہے لیکن حق کے لیے یہی کھردرا ہے۔ (تذکرۃ الاولیا، ص ۱۲)

بعض گمان گناہ ہوتے ہیں

ایک مرتبہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تنہا ایک گدڑی پہنے مدینہ طیبہ سے مکہ معظمہ تشریف لے جارہے تھے اور ہاتھ میں صرف ایک تاملوٹ(یعنی ڈونگا) تھا۔ شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا(تو) دل میں خیال کیا کہ یہ فقیر اوروں پر اپنا بار بوجھ ڈالنا چاہتا ہے۔یہ وسوسۂ شیطانی آناتھا کہ امام نے فرمایا: "شفیق! بچو گمانوں سے(کہ) بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔"نام بتانے اور وسوسہ دلی پر آگاہی سے نہایت عقیدت ہوگئی اور امام کے ساتھ ہولیے۔راستے میں ایک ٹیلے پر پہنچ کر امام نے اس سے تھوڑا ریت لے کر تاملوٹ میں گھول کر پیا اور شفیق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی پینے کو فرمایا۔انہیں انکار کا چارہ نہ ہوا۔جب پیاتو ایسے نفیس لذیذ خوشبو دار سَتُّو تھا کہ عمر بھر میں نہ دیکھا، نہ سنا۔ (عیون الحکایات، حکایت نمبر۱۳۱، ص۱۴۹/۱۵۰ ملخصاً)

برادرانِ اسلام!اس حکایت سے ہمیں یہ درس ملتاہے کہ ہمیں کبھی بھی کسی کے بھی تعلق سے بدگمانی نہیں کرناچاہیے۔اس لیے کہ سارے فسادات کی جڑ بدگمانی ہے۔آج بدگمانی حد سے زیادہ عام ہوگئی ہے۔چھوٹی چھوٹی باتوں کو لے کر ہم اپنے بھائیوں سے بدگمان ہو جاتے ہیں۔پھر بدگمانی ہمیں تجسس(ٹوہ) میں ڈال دیتی ہے۔پھر دوسروں کے عیوب تلاش کرکے اسے ذلیل ورسوا کرتے ہیں۔یہاں تک کہ غیبت جیسے مُہلِک مرض میں مبتلاہو کر اپنی دنیاو آخرت دونوں تباہ کرلیتے ہیں۔اللہ رب العزت جل جلالہ کا فرمان ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ٘-اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًاؕ-اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُؕ-وَ اتَّقُوا اللّٰهَؕ-اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ۔(سورہ حجرات آیت ۱۲)

اے ایمان والو!بہت گمانوں سے بچو۔بے شک کوئی گمان گناہ ہوجاتاہے،اور عیب نہ ڈھونڈو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو،کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارانہ ہوگا،اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والامہربان ہے۔

غیبت کرنا گویا مردار کھانا ہے۔اس سے بچنے کی بہر صورت کوشش ہونی چاہیے۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی شیخین کریمین رضی اللہ عنہما سے عقیدت

حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق و حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے بے پناہ عقیدت و محبت رکھتے تھے ، اسی لیے آپ رضی اللہ عنہ بارہا شیعوں رافضیوں سے برأت اور ان سے سخت برہمی ،ناراضگی اور لاتعلقی کا اظہار فرماتے تھے۔

حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق دریافت کیا گیا توامام جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ان دونوں سے محبت کرو، اور ان کے دشمنوں سے بیزار رہو، کیوں کہ وہ دونوں رشد وہدایت کے امام ہیں۔

اس کے بعد امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا کوئی شخص اپنے جد کریم کو بُرا کہے گا؟ ابو بکر صدیق میرے جدِّ کریم ہیں ، اگر میں ان دونوں سے محبت نہ کروں اور ان کے دشمنوں سے بیزار نہ رہوں ، تو قیامت کے دن محمد ﷺ کی شفاعت نصیب نہ ہو گی۔

آپ رضی اللہ عنہ مزید فرماتے ہیں کہ مجھے جس قدر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شفاعت کی امید ہے اسی قدر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی شفاعت کی امید ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے بیزار ہے جو حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے بے زار ہے۔ (مجتہدینِ اسلام ، ج ۲، ص ۱۲۵)

سبحان اللہ! سبحان اللہ! برادرانِ اسلام! ہم اپنی قسمتوں پر جس قدر ناز کریں کم ہے کہ الحمد للہ ہم ایسے عقائد اور ایسے مسلک پر کاربند ہیں جو ہمیں ہمارے اسلاف اور بزرگوں سے ملا ہے۔ایک طرف رافضی شیعہ ہیں جو حبِّ علی کے نام پر شیخین اور دیگر اصحابِ رسول ﷺ پر تبرّا کرتے ہیں، اور دوسری طرف خارجی ہیں جو حضرت مولیٰ علی مشکل کشا حیدر کرار کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں۔ اور ہم اہلِ سنت اپنے اسلاف ، بزرگانِ دین اوراہلِ بیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے طریقے اور

مسلک پر کاربند رہتے ہوئے تمام اصحابِ رسول ﷺ کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں، اور ان کی تعظیم کو اپنے لیے باعث صد افتخار اور سببِ نجات سمجھتے ہیں۔

حسین اعظم کے نقش پا پر چلے یہ کہ کر کہ کچھ نہیں ہے
شریعت مصطفی سے بڑھ کر امام جعفر، امام جعفر (محمد شاہد علی مصباحی)

آپ کا وصال

علم و معرفت کا یہ چمکتا ہوا سورج 68 سال کی عمر میں ۱۴۸ھ مطابق ۷۶۵ء میں غروب ہو گیا۔ مدینہ طیبہ کے جنت البقیع میں آپ کی تدفین ہوئی.

کونڈے کی نیاز

برادرانِ اسلام! عاشقانِ اہل بیت۔ و محبین سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ہر سال رجب شریف کی ۱۵ ، اور ۲۲، تاریخ کو سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے منسوب کونڈے کی فاتحہ کا اہتمام کرتے ہیں. شرعاً فاتحہ، نذر و نیاز، میں کوئی قباحت نہیں۔ لیکن سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی تاریخ وصال جو مشہور ہے وہ ۱۵، رجب شریف ہے۔ اس حساب سے آپ رضی اللہ عنہ سے منسوب فاتحہ کا اہتمام بھی ۱۵ رجب کو ہو تو زیادہ بہتر ہے۔ ۲۲، رجب صحابی رسول ﷺ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یوم وصال ہے۔ اگر ۲۲ کو کونڈے کی نیاز کا اہتمام کیا جائے تو اس نیاز میں خلفاے راشدین اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بھی نیت کر لی جائے۔

برادرانِ اسلام !جس طرح ہمارے یہاں دیگر جائز و مستحسن اُمور میں خلافِ شرع باتوں کا عمل دخل رسم کے طور پر ہو چکا ہے، اسی طرح کونڈے کی نیاز میں بھی رسم کے نام پر بہت ساری بے ہودہ اور فضول رسموں نے جگہ بنالی ہے۔ان سب سے بچنا چاہیے۔یاد رکھیں ہمارے یہ مستحب اعمال تب مقبول ہوں گے جب ہم شریعت کے دائرے میں رہ کر انھیں انجام دیں گے,ورنہ نقصان ہی نقصان ہے.

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اہل بیت سے محبت

برادرانِ اسلام !رجب کی ۲۲ تاریخ کو، کاتب وحی، صحابیِ رسول ﷺ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا وصال سراپا قدس ہے۔اس مناسبت سے چند باتیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اہل بیت سے محبت کے تعلق سے سماعت کرتے چلیں!

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اوصاف کریمہ کا ذکر

حضرت ضرار اسدی،جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے تھے۔حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے.

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ضرار سے فرمائش کی کہ ’میرے سامنے حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کے اوصاف بیان کرو۔“

حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: "کیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے اس سے معاف نہ رکھیں گے؟" تو انہوں نے ارشاد فرمایا: "نہیں، معافی نہیں ملے گی. آپ ان کے اوصاف بیان کریں۔" حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے پھر عرض کی: "کیا مجھے اس سے عافیت نہ دیں گے؟" تو حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا:"نہیں، میں آپ کو ان کے اوصاف بیان کیے بغیر نہیں

چھوڑوں گا۔"تو حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی :"جب ان کے اوصاف بیان کیے بغیر کوئی چارہ نہیں تو سنیے :۔

امیر المؤمنین، شیر خدا، فاتح خیبر، دامادِ مصطفیٰ ﷺ، حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کے علم و عرفان کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ آپ، اللہ عزوجل اور اس کے دین کی حمایت میں مظبوط ارادے رکھتے، فیصلہ کن بات کرتے اور انتہائی عدل و انصاف سے کام لیتے۔ آپ کی ذات منبع علم و حکمت تھی، جب کلام کرتے تو دہن مبارک سے حکمت و دانائی کے پھول جھڑتے، دنیا اور اس کی رنگینیوں سے وحشت کھاتے، رات کے اندھیروں میں اللہ عزوجل کی عبادتوں سے انھیں سرور حاصل ہوتا۔ اللہ عزوجل کی قسم! آپ رضی اللہ عنہ بہت زیادہ رونے والے، دور اندیش اور غم زدہ تھے۔ اپنے نفس کا محاسبہ کرتے، کھردرا، اور موٹا لباس پسند فرماتے اور موٹی روٹی تناول فرماتے۔ اللہ عزوجل کی قسم! ان کا رعب و دبدبہ ایسا تھا کہ ہم میں سے ہر ایک ان سے کلام کرتے ہوئے ڈرتا تھا، حالاں کہ جب ہم ان کے پاس جاتے تھے تو وہ خود ملنے میں پہل کرتے اور جب ہم سوال کرتے تو جواب دیتے اور ہماری دعوت قبول فرماتے۔ اللہ عزوجل کی قسم! ان کا رعب و دبدبہ ایسا تھا کہ ہم ان کے انتہائی قریب ہونے کے باوجود ان کے سامنے کلام کی جرأت نہ رکھتے تھے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ مسکراتے تو دندانِ مبارک ایسے معلوم ہوتے جیسے موتیوں کی لڑی۔ آپ رضی اللہ عنہ دین داروں کی تعظیم کرتے، مسکینوں سے محبت کرتے، کسی طاقت ور یا صاحب ثروت کو اس کی باطل آرزوؤں میں امید نہ دلاتے، کوئی بھی کمزور شخص آپ کی عدالت سے مایوس نہ ہوتا بل کہ اسے امید ہوتی کہ مجھے یہاں انصاف ضرور ملے گا۔

اللہ عزوجل کی قسم! میں نے انھیں دیکھا کہ جب رات پَر پھیلا دیتی تو آپ رضی اللہ عنہ اپنی داڑھی مبارک کو پکڑ کر زاروقطار روتے اور زخمی شخص کی طرح تڑپتے۔

میں نے آپ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا "اے دنیا! کیا تو نے مجھ سے منہ موڑ لیا ہے یا ابھی بھی تو مجھ پر مشتاق ہے ؟ اے دھوکے باز دنیا! جا تو کسی اور کو دھوکہ دے، میں تجھے تین طلاق دے چکا ہوں، اب رجوع ہر گز نہیں

۔ تیری عمر بہت کم ہے اور تیری آسائشیں اور نعمتیں حقیر ہیں، لیکن تیرے نقصانات زیادہ ہیں۔ہائے سفر آخرت بہت طویل ہے زادِ راہ بہت قلیل اور راستہ انتہائی خطرناک اور پُرپیچ ہے۔

یہ سُن کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے، اور آپ رضی اللہ عنہ کی داڑھی شریف آنسؤں سے تر ہوگئی، امیر معاویہ اور وہاں موجود لوگ بھی زار و قطار رونے لگے۔ پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا !اللہ تعالیٰ !ابوالحسن حضرت سیدنا علی المرتضی شیرِ خدا کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم پر رحمتیں نازل فرمائے !خدا عزوجل کی قسم وہ ایسے ہی تھے۔

پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا!" اے ضرار !ان کی جدائی کا غم تم پر کیسا ہے ؟ عرض کی: اس عورت کے غم کی طرح جس کی گود میں اس کے بچے کو ذبح کر دیا گیا ہو" جس طرح اس عورت کے آنسو نہیں تھمتے اور نہ غم کم ہوتا ہے، اسی طرح میری بھی ایسی ہی حالت ہے۔ (عیون الحکایات، مترجم، ج ۱، ص ۳۴۴)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بارگاہ امام حسن رضی اللہ عنہ میں نذرانہ پیش کرنا

ایک مرتبہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "آج میں آپ کو وہ نذرانہ پیش کروں گا جو کبھی کسی نے دوسرے کو نہ کیا ہوگا۔" چناں چہ آپ نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں چار لاکھ درہم پیش فرمائے۔

(فیضانِ امیر معاویہ ۔ مجلس المدینۃ العلمیہ)

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے محبت

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی علمی مجلس کی تعریف کرتے ہوئے ایک قریشی سے فرمایا: مسجد نبوی میں چلے جاؤ، وہاں ایک حلقے میں لوگ ہمہ تن گوش ہو کر یوں باادب بیٹھے ہوں گے گویا

ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ جان لینا یہی حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی مجلس ہے۔ نیز اس حلقے میں مذاق مسخری نام کی کوئی شے نہ ہو گی۔(فیضانِ امیر معاویہ ۔ مجلس المدینۃ العلمیہ)

رومی بادشاہ کی سرزنش

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جب بعض معاملات میں حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم الہ تعالی وجہہ الکریم اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین اختلاف ہوا تو رومی بادشاہ عظیم الشان اسلامی سلطنت کو اپنے ماتحت کرنے کے خواب دیکھنے لگا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو رومی بادشاہ کے ناپاک عزائم کی اطلاع ملی تو آپ کی غیرتِ ایمانی جوش میں آئی، اور آپ نے سخت الفاظ میں بہ ذریعہ مکتوب یوں مخاطب فرمایا :اے لعین! اگر تو باز نہ آیا اور اپنے شہر کو واپس نہ گیا تو میں اور میرا چچازاد بھائی (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ) آپس میں مل جائیں گے اور میں ضرور تجھے تیرے ملک سے نکال دوں گا، اور زمین کو کشادگی کے باوجود تجھ پر تنگ کر دوں گا۔ (فیضانِ امیر معاویہ ۔ مجلس المدینۃ العلمیہ)

سبحان اللہ! برادرانِ اسلام !اسے کہتے ہیں محبت، اخوت اور اسلامی جذبہ..!! چاہے ہم بھائیوں میں کیسی ہی رنجش رہے لیکن اگر کسی نے اسلام کی طرف نظر بد سے دیکھا تو ہم اپنی رنجشوں کو بھلا کر پہلے تیرا قلع قمع کریں گے۔ آج ہمیں بھی ایسے ہی جذبے کی ضرورت ہے۔ لیکن آج تو حال یہ ہے کہ اگر کسی بھائی سے کچھ اَن بَن ہو گئی تو ہم اسے ذلیل و رُسوا کرنے میں ذرہ برابر پیچھے نہیں رہتے، چاہے اس کے لیے ہمیں پر شاسن کی مدد لینا پڑے یا غیروں کے پاس جانا پڑے۔ ایک اور بات یہ معلوم ہوئی کہ حضرت مولیٰ علی مشکل کشا حیدر کرار رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی وہ آپسی رنجش نہ تو ذاتی تھی اور نہ مستقل بل کہ وقتی معاملات تھے۔ لیکن آپ کے مابین جو اسلامی محبت واخوت تھی وہ ہمیشہ رہی۔

اللہ رب العزت ہمیں تمام صحابہ واہلِ بیت سے محبت کرنے والا بنائے رکھے۔زندگی بھی ان نفوسِ قدسیہ کی محبتوں میں گزرے،اور موت بھی ان کی محبت میں آئے۔حشر میں بھی ان کے سایہ تلے جگہ ملے۔اور جنت میں بھی ان کی رفاقت میسر آئے۔آمین یارب العالمین بحرمۃ سیدالمرسلین ﷺ

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

(اعلیٰ حضرت)